سوال

(218) حقوق زوجیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حقوق زوجیت

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حقوق زوجیت

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ خاوند اور بیوی کے مابین جو میل جول ہوتا ہے وہ تمام ارتباطات منزلہ سے بڑھ کر ہے۔ اور نفع بھی زیادہ ہے۔ حاجت بھی بہت ہے۔ کیونکہ تمام عرب و عجم کے قبائل کا یہی دستور ہے۔ کہ ارتفاقات پورا اور کامل کرنے میں بیوی خاوند کی معاونت کرے۔ ااور اس کے کھانے پینے اور لباس تیار کرنے کی متکفل ہو۔ اور اس کے مال کو محفوظ اور اس کی اولاد کو حفاظت سے رکھے۔ اور بعد اس کے چلے جانے کے اس مکان میں اس کی قائم مقام رہے۔ اسی واسطے اکثر توجہ شرائع کی اسی طرف ہوئی۔ کہ حتی الامکان اس کا باقی رکھنا اور اس کے مقاصد کا بڑھانا اور اس کے مکدر کرنے اور باطل کرنے سے بیزاری چاہنا کسی ارتباط کے مقاصد کا پورا کرنا بدون الفت کے مسکن نہیں ہوسکتا۔ اور الفت بغیر خصلت کے جس پر وہ خاوند بیوی اپنے آپ کو مجبور نہ کریں۔ نہیں حاصل ہوسکتی۔ لہذا حکمت کا متقضی ہوا کہ اس خصلت کی طرف توجہ اور رغبت کی جائے۔ (حجۃ اللہ نمبر 505)

میں کہتا ہوں کہ ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ امور شرعیہ میں اپنی شوہروں کی اطاعت کریں۔ اور ان کو خوب راضی رکھیں۔ خاوندوں کی ناخوشی اور خلاف ورزی والی باتوں سے بچیں اس لئے کہ خدا اور رسول ﷺ کی تابعداری کے بعد عورت کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت امرا احدان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا (رواہ ترمذی)

''محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ کہ میں اگر کسی کو حکم کرتا سوائے اللہ کے کسی اور کو سجدہ کرنے کا تو بے شک عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

عورت پر شوہر کا یہ حق ہے۔

کہ جب وہ اپنے بستر پر اس کو بلاوے تو انکار نہ کرے۔ ورنہ شوہر اسی ناراضگی میں سوگیا تو عورت ملعون ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

یہ بھی حق ہے کہ وہ گھر میں بیٹھے خاوند کے حکم کے بغیر باہر نہ جاوے۔ دریچہ میں نہ آئے چھت پر نہ چڑھے۔ پڑوسیوں سے دوستی اور باتیں بہت نہ کرے۔ بلا ضرورت ان کے گھر نہ جائے۔ خاوند کی رازدانہ چیز کا خیال رکھے۔ کسی سے نہ کہے۔ شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ جو کچھ یسر ہو اسی پر قناعت کرے۔ زیادہ مطالبہ نہ کرے۔ اپنے عزیزوں سے زیادہ خاوند کا حق نہ سمجھے احسان کی ناشکری نہ کرے۔ اور یہ نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ہر وقت خرید و فروخت اور طلاق کا سوال بے سبب نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں نگاہ کی تو بہت سی عورتوں کو دیکھا۔ اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ خاوندوں پر لعن طعن اور ناشکری کرنے سے ان کا یہ حال ہے۔

شوہروں پر حقوق یہ ہیں۔

ستوصوا بلنساء خیرا فانھم خلقن من ضلم خان ذھبت تقیم کسرتہ وان ترک لم یزل اعوج ذاستوصوا بالنساء (بخاري و مسلم)

یعنی ''عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ اس لیئے کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ پھر تو اس کو اگر سیدھا کرنے کا قصد کرو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے اور اگر اسی حالت میں چھوڑ دو تو وہی پہلی کجی کی حالت باقی رہے گی۔ پس قبول کرو وصیت کو عورتوں کے معاملے میں۔''

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ بات مثل امر لازم کے ہوگئی ہے۔ اور بمنزلہ اس چیز کے ہوگئی کہ جو ایک شے کے مادہ میں ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ اور انسان جب مقاصد منزل کے پورا کرنے کا اس عورت سے قصد کرے۔ تو اس کی یہ بات ضروری ہے۔ کہ ادنٰی ادنٰی امور سے درگزر کرے۔ اور جو بات اپنی خلاف ورزی کی دیکھے اس پر اپنے غصے کو دابے مگر ہاں جو نیک غیرت کے قبیل سے ہو یا کسی ظلم وغیرہ کا بدلہ لینا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں (حجۃ اللہ)

حدیث میں ہے عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو۔ کیونکہ خدا کی امان پر تم نے ان کو اپنے قبضے میں لیا ہے۔ اور خدا کے حکم سے تم نے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لیئے حلال کیا ہے۔ اور تمہارا ان پر یہ حق ہے۔ کہ تمہارے فرشوں پر کسی ایسے کو جگہ نہ دیں۔ جس سے تم بیزار ہو۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو مارو مگر تھوڑا۔ اور تم ان پر کھانا اور پہننا حسب دستور واجب ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے۔ وعاشروھن بالمعروف۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ اصلی معاشرت بالمعروف ہے۔ کہ جس کی تفصیل آپ ﷺ نے کھانا اور کھلانے اور اچھا برتاؤ کرنے کے ساتھ بیان کی ہے۔ اور جو شرائع مستند الی الوحی ہیں ان میں ممکن نہیں کہ قوت کی جنس اور اس کی تعداد مقرر کر دی جائے۔ کیونکہ یہ بات ناممکنات سے ہے کہ تمام جہان کے لوگ ایک ہی چیز پر اتفاق کر لیں۔ اس لیئے مطلق حکم کیا گیا ہے (حجۃ للہ)

غرض یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں کے حقوق کا خیال کرنا چاہیے۔ اور چاہیے کہ ان کے ساتھ حلم و بردباری سے زندگی بسر کریں۔ مفلسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کریں۔ حدیث میں بھی ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ دوڑی اور آپ ﷺ سے آگے نکل گئی مگر جب میں موٹی ہوگئی تو پھر ہماری دوڑ ہوئی مگر اب کے بار حضور ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میرا یہ آگے بڑھ جانا بدلے اس آگے نکل جانے کے ہے۔ (ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ازواج مطہرات کے ساتھ بڑا سچا برتاؤ تھا۔ حسن خلق اور مہربانی کرنا حدیث سے صاف ظاہر ہے پس جو امور خلاف شرع نہ ہوں اور ان میں کسی طرح کے رسوائی و بدنامی اور گناہ عائد نہ ہوتا ہو تو پھر انہیں کی خوشی کو مقدم سمجھیں اور جہاں تک ممکن ہو ان کو راحت و آرام سے رکھیں۔ زندگی بھر نرمی و خوش خلقی کے ساتھ برتاؤ کیسا کریں۔ کہ دن بدن آپس میں محبت و الفت بڑھتی رہے اور کیس طرح کی رنجش و بے لطفی درمیان میں نہ آئے پائے اور با آرام زندگی بسر ہو جائے۔

یہ ہیں مختصر مسائل نکاح لیکن حقیقت یہ ہے کہ زمانہ حاضرہ میں نکاح کرنے سے پشمانی وحیرانی کے سوا کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ اولاد جس کو عامہ نتیجہ سمجھتے ہیں وہ ایک منتر بے طعم اورفاکہہ بے رائحہ ہے چاہے اولاد ذکور ہو یا اناث الاماشاء اللہ اس زمانے میں اولاد کا صاحب علم و عمل ہونا اور پابند سعادت رہنا۔ والدین کے حقوق کا عارف ہونا محالات سے ہو گیا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 171

محدث فتویٰ